روزنامہ الفضل ربوہ
فون 213029
CPL 61
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد 47-82 نمبر 139 | جمعرات 20 صفر المظفر 1418ھ 26 احسان 1376ش 26 جون 1997ء

ہرنیکی کے کرنے میں سبقت لے جاؤ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔
اصل بات یہ ہے کہ انسان کو اپنی صفائی کرنی چاہئے صرف زبان سے کہدینا کہ میں نے بیعت کرلی ہے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ جب تک عملی طور سے کچھ کرکے نہ دکھلایا جاوے۔ صرف زبان کچھ نہیں بنا سکتی (-) یہ وقت ہے کہ سابقون میں داخل ہو جاؤ۔ یعنی ہرنیکی کے کرنے میں سبقت لے جاؤ۔ اعمال ہی کام آتے ہیں۔ زبانی لاف وگزاف کسی کام کی نہیں۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 453)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

دنیا اور دنیا کی خوشیوں کی حقیقت لہو ولعب سے زیادہ نہیں۔ عارضی اور چند روزہ ہیں اور ان خوشیوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا سے دُور جا پڑتا ہے' مگر خدا کی معرفت میں جو لذّت ہے وہ ایک ایسی چیز ہے کہ جو نہ آنکھوں نے دیکھی نہ کانوں نے سنی نہ کسی اور حس نے اس کو محسوس کیا ہے۔ وہ ایک چیر کر نکل جانے والی چیز ہے۔ ہر آن ایک نئی راحت اس سے پیدا ہوتی ہے جو پہلے نہیں دیکھی ہوتی۔

خدا تعالیٰ کے ساتھ انسان کا ایک خاص تعلق ہے۔ اہلِ عرفان لوگوں نے بشریت اور ربوبیت کے جوڑہ پر بہت لطیف بحثیں کی ہیں۔ اگر بچے کا منہ پتھر سے لگائیں تو کیا کوئی دانشمند خیال کر سکتا ہے کہ اس پتھر میں سے دودھ نکل آئے گا اور بچہ سیر ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح پر جب تک انسان خدا تعالیٰ کے آستانہ پر نہیں گرتا' اس کی روح ہمہ نیستی ہو کر ربوبیت سے تعلق پیدا نہیں کر سکتی اور نہیں کرتی جب تک کہ وہ عدم یا مشابہ بالعدم نہ ہو' کیونکہ ربوبیت اسی کو چاہتی ہے۔ اس وقت تک وہ روحانی دودھ سے پرورش نہیں پا سکتا۔

لہو میں کھانے پینے کی تمام لذتیں شامل ہیں۔ ان کا انجام دیکھو کہ بجز کثافت کے اور کیا ہے۔ زینت' سواری' عمدہ مکانات پر فخر کرنا یا حکومت و خاندان پر فخر کرنا یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ بالآخر اس سے ایک قسم کی حقارت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو رنج دیتی اور طبیعت کو افسردہ اور بے چین کر دیتی ہے۔

ملفوظات جلد اول صفحہ 137)

شکریہ احباب کرام

ہماری بہن حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کی وفات پر تمام عزیز و اقارب و احباب جماعت نے اندرون ملک و بیرون ملک سے جس قدر محبت' ہمدردی کا اظہار بذریعہ فون' تار' خطوط کیا اور بذات خود اس گرمی میں تکلیف اٹھا کر ہمارے غم و دکھ درد میں برابر کے شریک ہوئے یقین جانئے کہ ہمارے پاس قطعی الفاظ نہیں کہ ان کا شکریہ ادا کر سکیں۔ صرف خدا تعالیٰ سے ہی دعا ہے کہ انہیں اجر عظیم عطا فرماتے ہوئے دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازے اور ان کے گھر تا زیست راحتوں اور مسرتوں سے بھرپور رہیں۔ آمین۔
اللہ تعالیٰ انہیں دنیا اور آخرت میں بہترین جزا عطا کرے۔
محتاج دعا تمام افراد خاندان۔ناصرہ بیگم و نعیم احمد شاہ

ولادت

○ مکرم میاں فرید یوسف صاحب ابن مکرم میاں نسیم احمد طاہر صاحب ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 10۔جون 1997ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے ازراہ شفقت "ماریہ یوسف" نام عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ محترم ڈاکٹر محمد ابراہیم فضل صاحب دارالصدر ربوہ کی نواسی ہے احباب سے زچہ بچہ دونوں کی صحت والی درازی عمر کے لئے اور خادمہ دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم محمد منور عابد خان صاحب صدر خدام الاحمدیہ جرمنی ابن صوبیدار ریٹائرڈ محمد رفیق خان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے 31۔ مئی 1997ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ جس کا نام حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے از راہ شفقت شازیہ منور عطا فرمایا ہے۔ بچی وقف نو میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ بچی کو باعمر سعادت مند بنائے۔

اعزاز

○ مکرم شفیق طاہر خان صاحب ابن صوبیدار ریٹائرڈ محمد رفیق خان اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر فیصل آباد کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے گورنمنٹ جرمنی کی طرف سے پی۔ ایچ۔ ڈی کورس کے لئے 15 ماہ کا فیلو شپ کا ایوارڈ عطا ہوا ہے۔
اللہ تعالیٰ موصوف کو یہ اعزاز مبارک کرے اور دین و دنیا میں بہترین قیادت کا موجب بنائے۔

قربِ الٰہی حاصل کرنے کی خواہش اپنے دلوں میں پیدا کرو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

پس تم اپنے ہر کام ہر فعل اور ہر بات میں اس اصل کو مد نظر رکھو۔ رات دن تمہارے دل میں ایک ہی خواہش ہو کہ تم دنیا میں رہ کر خدا سے جا ملو۔ دنیا کے علوم اور دنیا کی ترقیات تمہیں اپنی طرف نہ کھینچیں۔ میں حیران رہ جاتا ہوں جب دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے عالم ہوتے ہیں۔ مگر ان کو دنیا اپنی طرف کھینچ کرلے جاتی ہے۔ لالچ مال میں ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ علم میں بھی ہوتا ہے۔ (-) تباہی کا باعث یہ علم کا لالچ بھی ہوا ہے انہیں علم کلام کی حرص پیدا ہوئی۔ دوسروں کو فلسفہ میں باتیں کرتے دیکھ کر علم کلام بنایا۔ اور (دین حق) کا ستیاناس کر دیا کیونکہ انہوں نے پیشاب کو دودھ میں ملا دیا۔

بات یہ ہے کہ انسان کو اپنی طرف کھینچنے والی جو چیزیں ہیں۔ ان کی طرف جب متوجہ ہو جاتا ہے۔ تو اصل مقصد اور مدعا کے پانے سے رہ جاتا ہے۔ لیکن جب اس میں یہ روح پیدا ہو جائے کہ ان باتوں کی طرف توجہ نہ کرے۔ تو پھر خواہ کتنی

باقی صفحہ 7 پر

خدا تعالیٰ کا فضل ہی چاہئے اس کے فضل کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

26- احسان 1376 ہش 26- جون 1997ء

مریض اور معالج

بیماریاں بعض چھوٹی ہوتی ہیں اور بعض بڑی۔ اگرچہ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ چھوٹی بیماری آہستہ آہستہ بڑی نہیں ہو جائے گی لیکن عام طور پر سوچا یہی جاتا ہے کہ بعض بیماریاں چھوٹی ہوتی ہیں۔ دو چار روز کے بعد ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ بعض بیماریاں بڑی ہوتی ہیں۔ لمبا عرصہ بھی لیتی ہیں اور ایک لمبا عرصہ نہ بھی لیں تو انسان کو فوری طور پر جھٹک کر رکھ دیتی ہیں۔ لمحاتی طور پر وہ بیماریاں انسان کی زندگی کا خاتمہ بھی کر سکتی ہیں۔ بعض بڑی بیماریاں چلتی چلی جاتی ہیں اور یوں لگتا ہے کہ انسان کے ساتھ چپک ہی گئی ہیں۔ لمبے عرصے تک علاج کروانا پڑتا ہے اور پھر بھی پوری طرح افاقہ نہیں ہوتا۔ دوائیاں بھی مختلف معیار کی ہیں کچھ زود اثر ہیں۔ کچھ اپنا اثر دیر سے دکھاتی ہیں۔ حتیٰ کہ بعض دوائیوں کو ہم زندگی بچانے والی دوائیاں کہتے ہیں۔ گویا کہ ان کا اثر فوری ہوتا ہے اور وہ انسان کی بیماری کو فوری طور پر جھٹک کر پرے کر دینے کی اہلیت رکھتی ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر چھوٹے بھی ہوتے ہیں اور بڑے بھی ہوتے ہیں۔ چھوٹے ڈاکٹر ہو سکتا ہے کم تجربے کی وجہ سے چھوٹے ہوں۔ کم تعلیم کی وجہ سے چھوٹے ہوں۔ اور بڑے ڈاکٹر لمبے تجربے کی وجہ سے بڑے ڈاکٹر ہوں اور زیادہ تعلیم کی وجہ سے بھی بڑے ڈاکٹر کہلاتے ہوں۔ پھر انہی میں سپیشلسٹ بھی ہیں۔ عام ڈاکٹروں سے سپیشلسٹ ڈاکٹر کا معیار اونچا ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں ہمارے سامنے ہیں۔ اور کہا یہ جاتا ہے کہ کوئی ایسی بیماری نہیں جس کا علاج نہیں سوائے موت کے۔ لیکن موت تو بیماری کے زمرے میں شامل ہی نہیں۔ موت تو بیماری سے آگے بڑھ جانے والی بات ہے۔

جہاں تک بیماریوں کا تعلق ہے ہر بیماری کا علاج ہے۔ علاج کے لئے صحیح تشخیص کی ضرورت ہے۔ علاج کے لئے صحیح دوائی کی ضرورت ہے۔ علاج کے لئے دوائی کے استعمال کا صحیح وقت ضروری ہے۔ کب تک کیا جائے اور کب تک علاج نہ کیا جائے۔ بعض لوگوں کی بیماری اس لئے بڑھ جاتی ہے کہ وہ تشخیص بھی ٹھیک کروا لیتے ہیں۔ دوائی بھی ٹھیک لے لیتے ہیں لیکن دوائی پورے وقت کے لئے نہیں کھاتے۔ تھوڑی سی کھائی اور چھوڑ دی اور چھوڑ دینے سے بیماری بڑھنے لگتی ہے۔ یا اگر یہ بھی محسوس ہوتا ہو کہ بیماری چلی گئی ہے تو عود کر آتی ہے اور جہاں تک تشخیص کا تعلق ہے یہ ہر ڈاکٹر کی سمجھ بوجھ کے مطابق ہوتی ہے۔ آج کل تو آلات ہی اتنے نکل آئے ہیں کہ اپنی سمجھ بوجھ کا استعمال کرنے کی کم ضرورت پڑتی ہے۔ ای۔ سی۔ جی کروالو۔ ایکسرے کروالو۔ اور ٹیسٹ کروالو۔ الٹراساؤنڈ کروالو۔ یہ ساری باتیں ڈاکٹر کے لئے ممد و معاون ثابت ہوتی ہیں۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود انسانی سمجھ بوجھ کا دخل ہوتا ہے۔ ایک ڈاکٹر کچھ کہتا ہے۔ دوسرا ڈاکٹر کچھ کہتا ہے۔ اگرچہ معائنے کے نتائج سامنے ہوتے ہیں لیکن سمجھ بوجھ میں فرق ہونے کی وجہ سے مختلف ڈاکٹر ایک ہی مریض کو مختلف باتیں بتاتے ہیں۔ اور اگر انسان اپنی سمجھ بوجھ پر بھروسہ کرنے لگ جائے وہ ہمیشہ غلط راستے پر چل نکلے گا۔ اس کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے سردرد کے علاج کے لئے امرتسر سے ایک حکیم صاحب کو بلایا۔ وہ دوسرے کمرے میں بیٹھے تھے اور کہہ رہے تھے یہ کوئی ایسی بات ہی نہیں دو دنوں میں علاج ہو جائے گا اور آرام آجائے گا۔ حضرت صاحب نے یہ بات سن لی تو حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کو بلایا اور کہا کہ ان حکیم صاحب کو آنے جانے کا خرچہ اور کچھ فیس دے کر واپس کر دیا جائے۔ ان سے علاج نہیں کروانا کیونکہ یہ حتمی طور پر کہہ رہے ہیں کہ دو دن میں بیماری کا علاج ہو جائے گا۔ علاج اور شفاء ان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ علاج کرواتے رہتے ہیں اور ڈاکٹر کو بعض اوقات کوستے بھی رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بیماروں کو بھی یہ مان لینا چاہئے اور ڈاکٹروں کو بھی کہ شفاء انسان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ بعض اوقات یہ بات سننے میں آتی ہے کہ فلاں ڈاکٹر کے ہاتھ میں بڑی شفا ہے لیکن اس کا مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بہت اچھی سوجھ بوجھ دے رکھی ہے اور وہ اپنی سوجھ بوجھ سے بیماری کے جو اندازے لگاتا ہے جو تشخیص کرتا ہے جو دوائی تجویز کرتا ہے وہ راس آجاتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سمجھ بوجھ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ کسی کو کم اور کسی کو زیادہ۔

پس بیمار کو بھی ڈاکٹر کو کوسنے کی ضرورت نہیں۔ اور ڈاکٹر کو بھی اپنے اوپر اتنا بھروسہ کرنے کی ضرورت نہیں کہ گویا وہ حقیقی معالج ہے۔ کہا جاتا ہے نا کہ جب ڈاکٹر آپس میں اختلاف کریں جس کا مطلب یہ ہے کہ ڈاکٹر آپس میں اختلاف کرتے ہی ہیں۔ ان کی سمجھ بوجھ کے معیار کا نتیجہ ہے کہ ایک ڈاکٹر دوسرے کی رائے سے متفق نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف نظر رکھنی چاہئے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

"یاد رکھنا چاہئے کہ انسان ایک نہایت ہی کمزور ہستی ہے۔ ایک ہی بیماری میں باریک در باریک اور بیماریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ انسان غلطی سے کب بچ سکتا ہے۔ انسان بڑا کمزور ہے غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ اکثر اوقات تشخیص میں ہی غلطی ہو جاتی ہے اور اگر تشخیص میں نہیں ہوتی تو پھر دوا میں ہو جاتی ہے۔ غرض انسان نہایت کمزور ہستی ہے۔ غلطی سے خود بخود نہیں بچ سکتا۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہی چاہئے۔ اس کے فضل کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ دافع بلیات تو صرف خدا تعالیٰ ہے"۔

حضرت صاحب نے جو یہاں انسان کا لفظ استعمال فرمایا ہے اس میں بیمار بھی شامل ہیں اور ڈاکٹر بھی شامل ہیں۔ بیمار بھی غلطی کر سکتا ہے غلط قسم کے ڈاکٹر کے پاس جا سکتا ہے اور ڈاکٹر بھی غلطی کر سکتا ہے۔ اپنی سمجھ بوجھ کو استعمال کرنے کے باوجود صحیح تشخیص نہیں کر سکتا۔ صحیح تشخیص کرتا ہے تو صحیح دوائی تجویز نہیں کرتا۔ صحیح دوائی تجویز کرتا ہے تو دوائی کھانے کا وقت صحیح نہیں ہوتا۔ غرض کوئی نہ کوئی غلطی ہو جاتی ہے۔ غلطیاں بیمار سے بھی ہوتی ہیں غلطیاں ڈاکٹر سے بھی ہوتی ہیں ہر قسم کی غلطیوں سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف نظر رکھنا ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ چاہے تو ان غلطیوں سے بچالے۔ اور بیمار کی اور ڈاکٹر کی دونوں کی یہ خواہش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ غلطیوں سے بچالے۔ یہی ایک طریق ہے جس طرح بیمار کو علاج کروانا چاہئے اور ڈاکٹر کو علاج کرنا چاہئے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کو پوری طرح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

میں نے یہ فن بھی تم سے سیکھ لیا
زہر کو بھی بطرزِ شہد پیا
زخم مانگے تھے زخم ملتے رہے
یوں سنبھالا انہیں، کوئی نہ سیا
لوگ جینے پہ جان دیتے ہیں
اور مَیں ہوں کہ میں تو مر کے جیا

ابوالاقبال

ذکیہ بیگم- بیگم صاحبزادہ کرنل مرزا داؤد احمد صاحب

میری عظیم ماں

حضرت سیدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ

میری امی (دخت کرام حضرت سیدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ) کی وفات پر تقریباً دس سال گزر چکے ہیں ان دس برسوں میں میں نے بارہا اپنی ماں کے بارہ میں قلم اٹھانا چاہا مگر شدت جذبات کی وجہ سے ایسا نہ کرپائی- جدائی کا یہ زخم اتنا گہرا تھا کہ اب دس برس کے بعد اپنی والدہ کا ذکر خیر کرنے اور ان کی یادیں تازہ کرنے کی ہمت ہوئی ہے-

میری والدہ ماجدہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی مبشر اولاد میں سے سب سے آخری تھیں اور ماں ہونے کے لحاظ سے وہ ایک انتہائی پیار کرنے والی شفقت و رافت کا مجسمہ- ایک نادر اور برکتوں سے معمور وجود تھا جس کی جدائی سے ہم آج بھی ملول و محزون ہیں- دخت کرام ایسی خواتین دنیا میں بہت کم پیدا ہوتی ہیں- اس لئے ان کی وفات کا صدمہ بھی فزوں ہو جاتا ہے کہ ان جیسا وجود اب کہاں پائیں گے-

میں امی کے ذکر خیر پر اب بھی شاید قلم نہ اٹھاتی کہ اب بھی ان کے ذکر سے جذبات میں ہلچل پیدا ہو جاتی ہے مگر برادر عزیز سید سجاد احمد کی مرتب کردہ کتاب "دخت کرام" (جو انہیں نے بڑی محنت اور محبت کے ساتھ لکھی اور بڑی تفصیل کے ساتھ امی جان کی سیرت و سوانح کا تذکرہ کیا ہے) شائع ہونے پر میرے ضمیر نے مجھے ملامت کی کہ مجھے بھی کچھ لکھنا چاہئے- دراصل کچھ تو شدت جذبات کی وجہ سے اور کچھ ورثہ میں ملی ہوئی جھجک کی وجہ سے میں قلم اٹھانے سے گریزاں رہی وگرنہ اگر لکھنے لگوں اور خاص طور پر اپنی پیاری امی کے ساتھ گزارے ہوئے لحات اور ان کی حسین و جمیل یادوں کا تذکرہ تو اتنی باتیں اور واقعات ہیں کہ ایک پوری کتاب میں بھی نہ سما سکیں-

دامان باغباں سے کف گلفروش تک
بکھرے ہوئے سینکڑوں عنواں مرے لئے

میری پیاری امی کی شفقتیں اور ان کے مسلسل و متواتر احسانات حد بیان سے باہر لا متناہی اور ان گنت ہیں جن کا احاطہ کرنا تو ممکن نہیں- چند واقعات ہی اس مضمون میں بیان کر سکوں گی-

حضرت والد صاحب (نواب محمد عبداللہ خان صاحب) کی وفات کے بعد میں تین سال تک امی جان کے گھر میں رہی اور گھر کے سارے انتظامات میرے ذمہ تھے ابا جان کی وفات کے معاً بعد امی جان نے گھر کا سارا حساب کتاب اور انتظام میرے حوالے کر دیا- کیونکہ ان دنوں امی بہت نڈھال تھیں- ابا جان کی مسلسل بیماری ان کی مثالی تیمارداری اور پھر وفات کے صدمہ نے انہیں نڈھال کر کے رکھ دیا تھا جیسے ہی میں چارسدہ سے (جہاں میرے میاں ملازمت کرتے تھے) لاہور آئی- اللہ تعالیٰ کا ایسا کرم ہوا کہ میرے میاں کی پوسٹنگ بھی لاہور ہو گئی- مگر ایک سال کے بعد انہیں دوبارہ چارسدہ بلا لیا گیا- لیکن میں امی کے پاس لاہور ہی مقیم رہی- اور گھر کے کاموں اور امی کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہی-

ابا جان کی وفات کے بعد امی نے مجھے بلا کر کہا- دیکھو- تمہارے ابا بہت مہمان نواز تھے- جو لوگ افسوس کرنے آئیں ان کی خاطر تواضع اور مہمان نوازی میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے- چنانچہ میں نے اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق امی کے اس حکم پر عمل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا- اور حتی الوسع کوشش کی- کہ ابا جان کی مہمان نوازی کی روایت کو زندہ رکھا جائے- ان دنوں میری بچیاں سکول اور کالج جاتی تھیں بعض اوقات مصروفیت اور اچانک مہمانوں کی آمد کی وجہ سے کھانا نہ بچتا یا کم پڑ جاتا- تو چھوٹی بچیاں مجھے کہتیں- امی آپ ہمارا بھی خیال رکھا کریں- میں دل میں تو شرمندہ ہوتی- مگر مجھے اپنے باپ کے الفاظ کانوں میں گونجتے محسوس ہوتے کہ دیکھو میرے بعد اپنی ماں کا خیال رکھنا- بچیاں تو اپنی عمر کی ناسمجھی کی وجہ ایسا کہہ دیتی تھیں مگر ان کو کیا معلوم کہ میری یہی خدمت اور اطاعت ان کا نصیب بنا رہی تھی- میں اپنی طاقت کے مطابق دن رات امی کی خدمت میں مصروف رہتی ابھی امی کی عدت کا عرصہ نہیں گزرا تھا کہ جلسہ سالانہ آ گیا سب لوگ ربوہ گئے ہوئے تھے کہ اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور اطلاع ملی کہ چھوٹے ماموں حضرت مرزا شریف احمد صاحب وفات پا گئے ہیں میں اور امی ماڈل ٹاؤن میں اکیلے تھے- ہم پر تو قیامت ٹوٹ پڑی- یقین نہیں آتا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے- فوری طور پر خان صاحب ڈرائیور کو لے کر کار میں ربوہ پہنچے- بہشتی مقبرہ میں امی کا انتظار ہو رہا تھا- وہاں ہی ہم دونوں نے حضرت ماموں جان کا آخری دیدار کیا- گھر کی طرف روانہ ہونے لگے- تو حضرت ملک غلام فرید صاحب جن کا تعلق میرے ابا جان سے بھائیوں کی طرح کا تھا روتے ہوئے آئے- تعزیت کی اور کہا کہ بیگم صاحبہ کی کمر صرف دو مہینے میں ہی جھک گئی حالانکہ برقعہ میں دیکھا تھا- مگر ان کو علم نہ تھا- میری ماں نے بڑا صبر کیا- کمال کا حوصلہ دکھایا- مگر غم کی چوٹ بڑی گہری تھی- وقتی طور پر تو انسان صبر کر لیتا ہے- مگر غم کے اثرات بہت گہرے ہوتے ہیں اور انسان کو کھوکھلا کر کے رکھ دیتے ہیں- ہمارا مقصد تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے اور اس کے لئے صبر ضروری ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کلام الٰہی میں متعدد جگہ صبر کے اجر پر زور دیا ہے- اتنا صبر مشکل بھی بہت ہے لیکن اس کا اجر بھی عظیم ہے- مگر میری ماں میں صبر و رضا اور ہمت و حوصلہ اس قدر تھا کہ بخدا شاید ہی کہیں اور دیکھنے میں آیا ہو-

امی جان بہت عبادت کرنے والی تھیں ہم سب بہن بھائیوں کو دعا اور عبادت کی بہت تاکید کرتی رہتی تھیں مجھے یاد ہے کہ قادیان میں حضرت امام جماعت الثانی کی کوٹھی دار الحمد میں جب ہم رہتے تھے تو شام کو ہمیں ساتھ لے کر ٹہلا کرتیں اور ساتھ ہی مختلف دعائیں بتاتی جاتیں- اللہ تعالیٰ پر توکل اور صبر و رضا کا سبق دیتی تھیں فرمایا کرتیں ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھو- انسانوں کو بت نہ بناؤ- بلکہ خدا کو کارساز جانو- اسی سے مانگو- دینے والا وہی ہے سب دروازے بند کر کے اس کے حضور گر جاؤ تو وہ دعا کبھی ضائع نہیں جاتی-

اکثر اپنی ماں کے یہ الفاظ یاد کر کے میری آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں کہ جکو- (مجھے پیار سے گھر والے ذکیہ نام کی مناسبت سے جکو کہتے تھے) مجھے تمہاری پیدائش کے بعد ماں کی ممتا کا احساس ہوا تھا اور ان الفاظ پر بہت خوشی اور فخر محسوس کرتی تھیں- مگر میں اب خدا کا شکر ادا کرتے نہیں تھکتی کہ میری ماں کی ممتا نے کتنی محبت بھری دعائیں مانگی ہوں گی (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ حضرت بانی سلسلہ کی آخری نشانی دخت کرام جیسی ہستی کو میری ماں بنایا- کیا میں اور کیا میری اوقات اور کیسا خدا کا کرم اور اس کا فضل اس عاجزہ پر-

میں خیالات کی رو میں دور نکل گئی- میں اپنی امی کی کن کن خوبیوں کا تذکرہ کروں- کہاں سے شروع کروں کہاں ختم کروں سمندر سے کس طرح موتی چنوں

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

1965ء کی جنگ میں میرے میاں (کرنل مرزا داؤد احمد صاحب) کو آرمی نے ری کال (Recall) کر لیا ہم لوگ کراچی چلے گئے امی بھی ربوہ آ گئیں- میرے کراچی جانے پر بہت اداس ہوئیں میں نے کچھ عرصہ بعد اپنی سب سے بڑی بیٹی عزیزہ امتہ الشافی کو امی جان کے پاس بھجوا دیا- امی بہت خوش ہوئیں- فرمایا کرتیں شافی میرا دل بھی بہت لگاتی ہے اور میری خدمت بھی بہت کرتی ہے میرے گھر کا ایسا پہرہ دیتی ہے کہ چوکیدار کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی- عزیزہ امتہ الشافی نے کراچی شہر کی رونقیں اور اپنے والدین کو چھوڑ کر امی جان کی دل و جان سے خدمت کی اور ان کا ہر طرح خیال رکھا اور خدا کے فضل سے عزیزہ کی یہ خدمت اور قربانی رنگ لائی اور وہ زندگی میں ہر طرح کامیاب و کامران رہی اور اپنے گھر میں ہر طرح خوشحال و مطمئن ہے- اللہ تعالیٰ نے اس کا نصیب بلند کیا- اور زندگی کی ساری خوشیاں اسے حاصل ہوئیں (یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے)

میری دوسری بیٹیاں بھی آتی رہیں- ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امی جان کو اکیلا نہیں رہنے دیا کراچی جانے کے بعد اکثر یہ معمول تھا- کہ امی گرمیوں میں گرمیاں گزارنے میرے پاس آجاتی تھیں- تین چار مہینے قیام کرتیں- میرے اور میرے میاں کے اصرار کے باوجود واپس جانے لگتیں تو بوجھل دل کے ساتھ تیاری کرتیں کیونکہ واپسی پر گھر اور جائیداد وغیرہ کا بندوبست کرنا ہوتا تھا- ربوہ جا کر خط آتا تو تو لکھتیں کہ راستہ سے ہی دل اداس ہونے لگا گیا- دل چاہتا تھا- جہاز واپس ہو جائے اور میں واپس تمہارے گھر آجاؤں پھر چند دن کی اداسی کے بعد اپنے کاموں میں مصروف ہو جاتیں-

عبادت کی بہت پابند تھیں وقت پر ساری عبادات بجا لانا ان کا شیوہ تھا- عبادات اور دعاؤں میں عام طور پر اخفا کا پہلو غالب ہوتا- فرمایا کرتی تھیں تمہارے ڈرائنگ روم کے فلاں کونے میں میرا دل (عبادت) میں لگتا ہے- جب کراچی سے تمہاری مسلسل بیماری کی اطلاع آئی تو میں اسی کونے میں دو نفل پڑھ کر تمہارے لئے دعا کرتی تھی (یعنی میرے ربوہ والے مکان میں) بہت ہی درد اور الحاح و زاری سے دعائیں کیا کرتی تھیں-

امی کی آخری علالت کے دوران ہم سب بہن بھائیوں نے ان کی تیمارداری اور دلداری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی- اسی طرح معالجین نے بھی بڑی توجہ اور لگن سے اس مبارک وجود کی صحت یابی کے لئے مساعی کی- عزیزہ ڈاکٹر نصرت جہاں نرسنگ کے لئے نرسوں کی پوری ٹیم بھجوائی- اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے-

میرے چھوٹے بھائی عزیزم مصطفیٰ احمد خان نے امی کا اس قدر خیال رکھا کہ ہم سب کو اس پر رشک آتا ہے- امی کی چھوٹی سے چھوٹی ضرورت پوری کرنے کے لئے وہ پوری توجہ دیتا اور امی بعض اوقات اپنی ضرورت بیان کرنے سے رک جاتی تھیں کہ کہیں مصطفیٰ کو پتہ چل گیا تو وہ فوراً ضرورت پوری کر دے گا- امی کی زندگی میں اس نے ہر طرح کا خیال رکھا- امی کی وفات کے بعد بھی ساری جائیداد کا انتظام اس کے ذمہ ہے اور اسے سارے بہن بھائیوں کا ہمیشہ احساس رہتا ہے- اور بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ جائیداد کا انتظام سنبھالا ہوا ہے- اللہ تعالیٰ اسے اس کا اجر عطا فرمائے- اور اپنے فضلوں سے نوازے-

میری زندگی میں بہت سی کڑی آزمائشیں آئیں- میری بیٹیوں کے بعد پانچ بیٹے بظاہر صحت مند لیکن مردہ پیدا ہوتے رہے- امی اس پر صرف یہی کہتیں- دیکھو صبر کرو- آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ مردہ بچہ ماں کو کھینچ کر جنت میں لے جائے گا- پانچ جنتیں تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کر دی ہیں مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہی ہمت عطا فرمائی اور میری ماں کی دعاؤں سے خدا گواہ ہے کہ میرے خاوند- ماں باپ کسی نے مجھے روتے نہیں دیکھا- بس اللہ کے فضل سے خود ہی صبر کی طاقت آجاتی- ہاں جتنے آنسو تھے وہ خدا کی درگاہ میں گرے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں-

میرے ابا جان کی شدید علالت کے موقع پر میری تیسری بیٹی عزیزہ امتہ المصور (جس کی شادی عزیزم مسعود الحسن نوری کے ساتھ ہوئی) کی پیدائش کا زمانہ قریب تھا- ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی میں انتظام تھا- ابا جان اور امی جان دوں ہنسی خوش میرے پاس رہے- بہت خوش تھے میرے ابا نواب محمد عبداللہ خان ان دنوں

باقی صفحہ 7 پر

ایک اچھی بات

ہر بھوکے کو کھانا کھلانا چاہئے اور سلامتی کے پیغام کو پھیلانا چاہئے-

مولانا عبدالباسط شاہد

حضرت مولوی عبدالستار خان صاحب افغان

یہ مضمون مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ پاکستان کے ارشاد کی تعمیل میں لکھا گیا۔

اخبار الفضل نے ایک خدا رسیدہ بزرگ کی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا۔

"نہایت ہی رنج اور افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالستار صاحب افغان المعروف بزرگ صاحب جو حضرت بانی جماعت احمدیہ کے اولین رفیق اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کے شاگردان خاص میں سے تھے طویل علالت کے بعد 18۔ اکتوبر 1932ء کو ساڑھے آٹھ بجے صبح دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے... موصوف قادیان میں سب سے پہلے 1897ء میں تشریف لائے۔ اس کے بعد بھی دو تین مرتبہ اپنے علاقہ خوست سے آتے رہے اور 1902ء میں جب صاحبزادہ عبداللطیف صاحب یہاں تشریف لائے اس وقت بھی آپ ان کے ہمراہ تھے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے راہ خدا میں جان قربان کرنے کے بعد جو 1903ء میں واقع ہوئی آپ نے قادیان میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور 1904ء سے آپ قادیان میں ہی رہائش پذیر رکھتے تھے۔ آپ نہایت منکسر المزاج پاک طینت اور اعمال صالحہ بجا لانے والے انسان تھے۔ صاحب مکاشفات بھی تھے۔ آپ عمر بھر مہمان خانہ کے ایک چھوٹے سے حجرہ میں نہایت صبر و شکر کے ساتھ فقیرانہ رنگ میں اقامت گزیں رہے۔ آپ کو سلسل البول کا مدت سے عارضہ تھا جس کی وجہ سے کمزوری بے حد ہو گئی تھی۔ گزشتہ چند مہینوں سے آپ کو بخار بھی آنا شروع ہو گیا تھا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے بہت بڑے مجمع کے ساتھ باغ میں آپ کا جنازہ پڑھایا اور باغ سے لے کر بہشتی مقبرہ تک نعش کو کندھا دیا۔ چہرہ دیکھ کر حضرت صاحب تشریف لے آئے۔ واپسی پر موصوف کے فضائل حمیدہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا آپ کو غصہ کے وقت اپنے نفس پر بہت قابو حاصل تھا... حضرت صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ان کے روحانی تعلق کا ثبوت ہے کہ جب تک میں ڈلہوزی سے واپس نہیں آیا ان کی وفات نہیں ہوئی....

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ جنازہ غائب پڑھیں اور آپ کی بلندی درجات کے لئے خصوصیت سے دعا مانگیں۔"

(الفضل 20۔ اکتوبر 1932ء)

حضرت مولوی عبدالستار صاحب جو جماعت میں حضرت بزرگ صاحب کے نام سے معروف تھے قبول احمدیت کی سعادت کے حصول کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب اس وقت جبکہ ابھی حضرت بانی سلسلہ کا دعویٰ ہم تک نہیں پہنچا تھا قرآن و حدیث کا درس دیتے وقت ہمیشہ بیان فرماتے کہ یہی زمانہ (-) کے آنے کا ہے کیونکہ علامات سب پوری ہو چکی ہیں۔ تعجب ہے کہ (-) کے ظہور کی اب تک ہم کو کوئی خبر نہیں پھر جس وقت آپ سرحد کورم پر گورنر صاحب خوست کے ہمراہ تصفیہ حدود کے لئے تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کو حضرت بانی سلسلہ کی کتاب آئینہ کمالات (-) پہنچی آپ نے اس کی تصدیق کی اور لوگوں کو سمجھانا شروع کیا گورنر صاحب اور ان کے عملہ کو بھی دعوت الی اللہ کی... گورنر صاحب موصوف نیک آدمی اور آپ کے نہایت معتقد تھے انہوں نے انکار نہیں کیا تھا بلکہ غالباً حضرت بانی سلسلہ کے دعویٰ کو قبول کیا تھا۔ آپ نے اپنے چند مخلص دوستوں کو جو اس وقت حاضر تھے جمع کر کے حضرت بانی سلسلہ کی کتاب پڑھ کر آپ کے دعویٰ کی خبر دی سب نے بلا انکار مان لیا۔ (میں نے مزید اطمینان کے لئے کچھ سوالات پوچھے تھے) حضرت سید ابوالحسن قدسی ابن حضرت سید عبداللطیف حضرت بزرگ صاحب کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آپ میرے والد کے مخلص دوستوں میں سے تھے یہ دوستی کا تعلق اس وقت پیدا ہوا جب قرآن و حدیث کی اشاعت کی وجہ سے بعض فرقوں نے والد صاحب کی مخالفت شروع کی اور ہمیشہ آپ کے قتل کے درپے رہتے۔ بزرگ صاحب نے اپنا گھر بار اور سب کچھ چھوڑ کر آپ کی صحبت میں رہنا اختیار کر لیا۔ کابل اور مختلف مقامات کے سفر میں بھی ساتھ رہے۔ افغانستان کے بڑے بڑے افسروں سے آپ کی واقفیت ہو گئی تھی۔

والد صاحب نے قادیان آنے سے پہلے حضرت بانی سلسلہ کی خدمت میں بیعت کا خط بھیج دیا تھا اور کئی دفعہ حضرت بانی سلسلہ کے پاس خطوط اور آدمی بھیجتے رہتے۔ بزرگ صاحب بھی ایک دفعہ قادیان آ کر حضرت بانی سلسلہ کی خدمت میں چند دن رہے۔ جب والد صاحب قادیان تشریف لائے تو آپ کے ہمراہ عبدالجلیل صاحب اور بزرگ صاحب اور چند اور آدمی تھے۔ سب نے بیعت کر لی اور کچھ مدت قادیان میں رہ کر واپس چلے گئے۔ بزرگ صاحب فرماتے حضرت صاحبزادہ صاحب کی قادیان آنے سے پیشتر ہی خواہش تھی کہ افغانستان سے مع اہل و عیال ترک وطن کر کے قادیان آ جائیں اور اس کے مختلف طریقے سوچتے رہے مگر آپ کا راہ خدا میں قربان ہونا ہی مقدر تھا۔ جب آپ راہ خدا میں قربان ہو گئے تو بزرگ صاحب قادیان آ گئے اور اس کے بعد حضرت بانی سلسلہ کی صحبت مبارک میں ہی رہے حضرت بانی سلسلہ کے ساتھ بعض سفر بھی کئے۔ آپ کو حضرت بانی سلسلہ سے جو عشق و محبت تھی وہ میں بیان نہیں کر سکتا جس وقت حضرت بانی سلسلہ کی صحبت کے اسرار بیان کرنے لگتے تو آپ میں جذبہ شوق کی ایسی حالت پیدا ہو جاتی جو حاضرین کو متاثر کئے بغیر نہ رہتی۔ حضرت بانی سلسلہ کی بھی آپ پر نظر شفقت تھی۔ آپ فرماتے تھے ایک دفعہ حضرت بانی سلسلہ کے لئے یورپ سے کسی نے تحفہ بھیجا۔ آپ نے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ میں اس وقت حاضر نہ تھا آپ نے میرے لئے دگنا حصہ رکھ دیا جب حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دے دیا۔ میں ان دنوں بیمار تھا۔ بدن میں درد اور کھانسی کی سخت شکایت تھی حلوہ کھانے کے بعد میری شکایت جاتی رہی۔

آپ حضرت امام جماعت اول اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب وغیرہ بزرگان سلسلہ کے درسوں اور مجلسوں میں بھی شامل ہوتے رہے جب آپ بہت ضعیف ہو گئے تو اپنے حجرہ سے بہت کم باہر تشریف لے جاتے۔ عبادت کے لئے بیت میں یا کبھی کبھی بہشتی مقبرہ میں جانے کے سوا کہیں سیر کو نہ نکلتے۔ کسی دعوت میں بھی شریک ہو جاتے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کو آپ سے خاص محبت تھی اکثر آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے۔

حضرت بزرگ صاحب کی بیماری اور وفات کا ذکر کرتے ہوئے صاحبزادہ سید ابوالحسن قدسی تحریر کرتے ہیں۔

آپ سال بھر بیمار رہے اور سخت بیماری کی حالت میں بھی آپ عبادت کے بڑے پابند رہے نوافل بھی کثرت سے پڑھتے تھے۔ مرض کے آخری دنوں میں درود و شریف اور دعائیں بار بار اور زور سے عبادت میں پڑھتے۔ جب آپ کی حالت نازک ہو گئی تو ایک شخص نے آپ سے کہا آپ سے جدا ہونے میں ہمیں بڑی تکلیف ہو گی۔ آپ نے فرمایا خدا کرے قیامت میں جدا نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت بانی سلسلہ اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب سے جدا نہ کرے۔ آخر مورخہ 18۔ اکتوبر 1932ء کو وفات پا کر مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے"

حضرت بزرگ صاحب کے تفصیلی حالات کا علم نہیں ہو سکا آپ ایک صوفی منش درویش انسان تھے اور یہی وجہ ہے کہ نام و نمود اور شہرت سے دور ہی رہے۔ آپ کی وفات پر ہمارے استاد حضرت سید ابوالحسن قدسی صاحب نے جو مضمون لکھا اس میں بھی اس کمی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ

"حضرت مولوی عبدالستار صاحب بزرگ کی وفات کے بعد کئی دوستوں نے خواہش کی کہ میں آپ کے حالات لکھوں۔ بزرگ صاحب واقعہ میں صدق و اخلاص کا نمونہ تھے اور احمدی دوست آپ کے حالات زندگی پڑھنے میں ضرور لذت محسوس کریں گے۔ مگر مجھے دریافت کے باوجود آپ کے تفصیلی حالات تاحال معلوم نہیں ہو سکے اس وجہ سے وہ مختصر حالات جو میری ذاتی واقفیت سے تعلق رکھتے ہیں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ آپ کے والد صاحب کا نام دیندار خان تھا قوم غریب زئی علاقہ خوست افغانستان کے رہنے والے تھے۔ بزرگ صاحب کا خیال تھا کہ غریب زئی عربی النسل ہیں۔ آپ درمیانہ قد اور چھریرے بدن کے تھے۔ روشن اور چمکتی پیشانی چہرہ نورانی پر لمبی اور سفید داڑھی صاحبِ ایمان جیسا وقار ظاہر کرتی تھی۔ آپ کی طبیعت میں شگفتگی زیرکی۔ حرکت و سکون میں تواضع اور خاکساری تھی۔ بات بات پر مسکراتے مگر کبھی قہقہہ سے ہنستے میں نے نہیں دیکھا۔ مخلوق خدا کی ہمدردی اور دوسروں کی تکلیف کا احساس بے حد تھا۔ آپ بچپن ہی سے خدا تعالیٰ کی محبت میں کچھ ایسے کھوئے گئے کہ دنیوی کاروبار کی طرف کبھی توجہ نہ کی۔ روزی کمانے کی مشقت کبھی آپ نے نہ اٹھائی۔ اللہ تعالیٰ نے دم موت تک آپ کو ہر قسم کی تنگی اور مشقت سے بچائے رکھا۔ آمدنی کی بظاہر کوئی صورت نہ تھی۔ لوگ خود بخود آپ کی امداد کی طرف متوجہ ہوتے۔ آپ کی دعا کی قبولیت کا مشاہدہ اکثر لوگ کر چکے ہیں۔ گوشہ نشینی اور گمنامی آپ کو پسند تھی مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو جماعت احمدیہ میں بڑی شہرت دی۔ ہر شخص جو آپ سے واقف ہو جاتا آپ کی قدر کرتا۔ مرض الموت میں کئی دفعہ حضرت امام جماعت الثانی نے آپ کی بیماری کا حال دریافت فرمایا۔ جناب ناظر صاحب اعلیٰ غالباً ہر روز آپ کو پوچھنے کے لئے آتے اور ڈاکٹری وغیرہ ضروری امور کے انتظام کے متعلق ہدایت فرماتے۔ دیگر بزرگان سلسلہ بھی آپ کی بیمار پرسی کرتے رہے۔ آپ کی مادری زبان افغانی تھی۔ عربی اور فارسی میں بھی گفتگو کر سکتے تھے آپ کا عربی تلفظ ایک عرب کے لئے بھی باعث رشک ہوتا۔ اردو خوب پڑھتے اور سمجھتے تھے مگر بولنے کی زیادہ مشق نہ تھی۔ کلام الٰہی و حدیث لوگوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ مجھے بھی آپ سے تمام کلام الٰہی پڑھنے کا موقع حاصل ہوا۔ کلام الٰہی کے بعض نہایت لطیف معنی بیان کرتے۔ حضرت بانی سلسلہ کی کتابوں کا درس بھی آپ نے اپنے حجرہ میں جاری کیا ہوا تھا۔ تصوف کی اکثر کتابوں پر عبور تھا۔ صوفیوں کے حالات سے خوب واقف تھے۔ آپ کا تصوف حضرت بانی سلسلہ کے رنگ میں رنگین تھا۔ حضرت بانی سلسلہ سے روایات بھی بیان کرتے تھے۔ آپ کا حافظہ بہت اچھا تھا۔ ایک ایک روایت میں نے کئی کئی دفعہ آپ سے سنی مگر جہاں تک مجھے علم ہے آپ کی روایت کے الفاظ ہر دفعہ ایک ہی ہوتے تھے۔ حضرت بزرگ صاحب کے تفصیلی حالات کا تو اگرچہ علم نہیں ہو سکا مگر آپ کی وفات پر حضرت امام جماعت الثانی نے جس رنگ میں آپ کا ذکر خیر فرمایا وہ آپ کو زندہ جاوید بنا گیا۔

حضرت امام جماعت الثانی خطبہ فرمودہ 28۔ اکتوبر 1932ء میں فرماتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ ایمان کی ادنیٰ علامت یہ ہے کہ اگر (صاحب ایمان) کو آگ میں بھی ڈال دو۔ تب بھی وہ ایمان ترک کرنا گوارا نہ کرے۔ جب ادنیٰ سے ادنیٰ بشاشت ایمان دل میں پیدا ہو جانے پر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے اور اس قدر اس کے اندر عزم اور استقلال راسخ ہو جاتا ہے۔ تو اعلیٰ ایمان پر جو کچھ انسانی قلب کی کیفیت ہو سکتی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اسی قسم کے لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف رکھتے تھے اور جن کی وجہ سے مجھے اس خطبہ کی تحریک ہوئی۔

مولوی عبدالستار خان صاحب افغان تھے جو ابھی پچھلے ہی ہفتہ فوت ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

ان کو ایک غیر ملک سے لاکر اس نعمت سے متمتع کیا- وہ سید عبداللطیف صاحب (-) کے شاگرد تھے اور ان کے ساتھ ہی سلسلہ میں داخل ہوئے تھے-

اللہ تعالیٰ نے ان کو کچھ اس قسم کا ایمان اور اخلاص عطا کیا تھا جو بہت ہی کم لوگوں کو میسر آتا ہے- مجھے بچپن سے ہی جب سے وہ قادیان آئے ان سے انس رہا ہے- اور میں نے دیکھا کہ حضرت بانی سلسلہ بھی خاص موقعوں پر انہیں دعا کے لئے کہہ دیتے تھے- (-) جیسا کہ ہر (صاحب ایمان) دوسرے (صاحب ایمان) کو اپنے لئے دعا کی تحریک کرتا ہے- چونکہ اللہ تعالیٰ کے مامورین میں کبر نہیں ہوتا- اور وہ خدا کے استغنائے ذاتی سے واقف ہوتے ہیں- اس لئے دعا کے موقع پر وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم مامور ہیں- اور دوسرا غیر مامور بلکہ وہ سمجھتے ہیں کہ سارے ہی اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں- اور نہ معلوم اس وقت اللہ تعالیٰ کس مونہہ کی دعا قبول کرے- مولوی عبدالستار صاحب کے متعلق میرا ایک تجربہ ہے- جس کا میرے قلب پر آج تک اثر ہے- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا مقام عطا فرمایا تھا کہ وہ (خدائی خبر) پاتے تھے- حضرت امام اول کے زمانہ میں جب میں نے دیکھا کہ جماعت میں دعوت الی اللہ کا پہلو نہایت کمزور ہو رہا ہے- تو اس وقت میں نے تجویز کی- کہ ہم ایک ایسی جماعت بنائیں جس کا فرض ہو- کہ وہ دنیا میں دعوت الی اللہ کرے-

میں نے اس تجویز کا علم اس وقت تک کسی کو نہ دیا- یہاں تک کہ اپنے گہرے دوستوں سے بھی اس کا ذکر نہ کیا تھا- جہاں تک میرا خیال ہے صرف میں نے حضرت امام جماعت اول سے اس کا ذکر کیا تھا- لیکن بالکل ممکن ہے میں نے ان سے بھی ذکر نہ کیا ہو- کیونکہ مجھ پر اثر یہی ہے کہ میں نے ابھی تجویز کا کسی سے ذکر نہیں کیا تھا پھر میں نے بعضوں کو استخارہ کے لئے اور بعضوں کو دعا کے لئے کہا جنہیں مجملاً بتا دیا کہ کوئی دینی بات ہے- اس کے لئے دعا کریں- اس سے زیادہ میں نے کسی کے سامنے وضاحت نہ کی- مولوی عبدالستار صاحب افغان کو بھی میں نے لکھا- کہ میرے دل میں ایک مقصد ہے- آپ اس کے لئے دعا کریں اور اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ معلوم ہو- تو اس سے مجھے مطلع کریں- دو تین دن کے بعد انہوں نے مجھے جواب دیا- اگرچہ میں نے انہیں کچھ نہیں بتایا تھا کہ میرے دل میں کیا مقصد ہے- آیا وہ میرا ذاتی کام ہے یا دینی اگر دینی کام ہے تو کیا؟ لیکن جواب میں اول تو انہوں نے مختلف (-) لکھے جو سارے کے سارے دعوت الی اللہ کے متعلق تھے- اور پھر ایک رویاء لکھی- کہ ایک میدان میں تمام لوگ کھڑے ہیں- اور میں انہیں کہتا ہوں کہ دنیا میں دعوت الی اللہ کرو- مفتی محمد صادق صاحب بھی وہیں ہیں پھر لکھا- آپ نے یہ کہنے کے بعد مفتی صاحب کو کسی پہاڑی سرد علاقہ میں (دعوت الی اللہ) کے لئے بھیج دیا گویا جو (دعوت الی اللہ) کا نقشہ میرے ذہن میں تھا- وہ خدا تعالیٰ نے ان کو سارے کا سارا بتا دیا- پھر جزئیات بھی بتا دیں جو اب تک پوری ہو رہی ہیں چنانچہ مفتی محمد صادق صاحب کو عرصہ تک باہر (دعوت الی اللہ) کے لئے میں نے بھیج دیا اور اب بھی پہاڑوں پر انہیں مختلف کاموں کے لئے بھیجنا پڑتا ہے بعض اور امور میں بھی میرا ان کے متعلق تجربہ ہے مگر اس واقعہ کا میرے دل پر خاص اثر ہے-

اس زمانہ میں مجھے (دعوت الی اللہ) کی کمی کا اس قدر احساس تھا اور میرے دل پر اس قدر اثر تھا کہ وہ دیوانگی کی حد کو پہنچا ہوا تھا یہ رویاء میرے لئے بہت امید افزا ثابت ہوئی اور پھر خدا تعالیٰ نے (دعوت الی اللہ) کے لئے راستے کھول دیئے- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مولوی صاحب کا بہت بڑا درجہ تھا- ان کی وفات سے دو اڑھائی مہینے پہلے کی بات ہے میں نے ڈلہوزی میں رویاء دیکھا- کوئی شخص نہایت گھبرائے ہوئے الفاظ میں کہتا ہے دوڑو دوڑو قادیان میں ایک ایسا شخص فوت ہوا ہے جس کے فوت ہونے سے آسمان اور زمین ہل گئے ہیں- جب میری نظر اٹھی تو میں نے دیکھا کہ واقعی آسمان ہل رہا ہے اور مکان بھی ہل رہے ہیں- گویا ایک زلزلہ آیا ہے- میرے قلب پر اس کا بڑا اثر ہوا میں گھبرا کر پوچھتا ہوں کہ کون فوت ہوا ہے- تو کوئی شخص تسلی دینے کے لئے کہتا ہے- ہندوؤں میں سے کوئی فوت ہوا ہوگا- میں نے کہا- ہندوؤں میں سے کسی کے فوت ہونے کے ساتھ آسمان اور زمین کے ہلنے کا کیا تعلق وہ کہنے لگا ہندوؤں کا زمین و آسمان ہل گیا ہوگا- اس وقت جیسے کوئی شخص تسلی حاصل کرنے کے لئے ایسے الفاظ پر مطمئن ہونا چاہتا ہے- میں بھی مطمئن ہونا چاہتا ہوں- مگر پھر گھبراہٹ میں کہتا ہوں چلو دیکھیں تو سہی- اسی گھبراہٹ میں تھا کہ آنکھ کھل گئی- اس رویاء کے سات آٹھ دن کے بعد تار پہنچا- کہ حضرت (اماں جان) سخت بیمار ہیں- اس وقت تار کے پہنچنے پر میں نے بعض دوستوں کو جن میں ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور غالباً مولوی شیر علی صاحب بھی تھے بتایا کہ میں نے اس طرح رویاء دیکھا ہے جس کی وجہ سے مجھے گھبراہٹ ہے- شائد اس سے مراد حضرت (اماں جان) ہی ہوں- میں فوراً روانہ ہو گیا- لیکن میرے آنے تک بہت حد تک انہیں صحت ہو گئی- اس کے چند ہی دنوں کے بعد مولوی عبدالستار صاحب بیمار ہو گئے اور مجھے ان کی بیماری کی اطلاع پہنچی- گو میں اس عرصہ میں ان کی صحت کے لئے دعائیں ضرور کرتا تھا- مگر دل میں خدشہ تھا کہ اس خواب سے مراد انہی کی وفات نہ ہو اور اب جبکہ وہ فوت ہو چکے میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویاء انہی کے متعلق تھی جو پوری ہو گئی-

جب کوئی شخص ایسا فوت ہوتا ہے جو مقبول الٰہی ہو تو اس کی وفات کا زمین و آسمان پر اثر ضرور ہوتا ہے- حدیثوں میں بھی اس قسم کا مضمون آتا ہے کہ (صاحب ایمان) بندے کی جان نکالنے کا وقت آتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کو بہت تردد ہوتا ہے- تردد اور پھر اللہ تعالیٰ کا تردد یقیناً زمین و آسمان کو ہلا دینے والا ہوتا ہے میں نے ذکر کیا تھا کہ بعضوں کے لئے (خدائی خبر) ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں سے کئی لوگ ایسے ہیں- جو (خدائی خبر) کو اپنی شہرت کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں اور اس طرح انہیں ٹھوکر لگ جاتی ہے- مگر مولوی عبدالستار صاحب کو کثرت سے خدائی خبریں ہوتی تھیں- باوجود اس کے انہوں نے کبھی (خدائی خبر کو) اپنی بڑائی کا ذریعہ نہ بنایا-

امامت کی اطاعت اور اور سلسلہ کے نظام کا احترام ان کے اندر پورے طور پر پایا جاتا تھا اور وہ ہمیشہ اپنے آپ کو سلسلہ کا جزو سمجھتے تھے- میں نے انہیں دیکھا کہ اگرچہ وہ عبادات کی کثرت صحت کی کمزوری کی وجہ سے منحنی اور کمزور رہتے تھے- مگر جب کبھی کوئی ایسا واقعہ ہوا جس میں غیروں سے مقابلہ کی ضرورت پیش آئی وہ باوجود کمزوری کے جوانوں کی طرح وہاں پہنچ جاتے ابھی پچھلے دنوں میری موجودگی میں سکھوں سے جب فساد ہوا تو ایک نوجوان پٹھان نے بتلایا کہ میں کمرے سے کوئی چیز تلاش کر رہا تھا- مولوی صاحب کہنے لگے کیا کام ہے- میں نے کہا کہ سکھوں سے احمدیوں کی لڑائی ہو گئی ہے- آپ اس وقت بیمار اور سخت کمزور تھے یہ سنتے ہی گھبرا کر چارپائی پر ہلنے لگ گئے اور کہنے لگے پھر تم یہاں کیا دیکھ رہے ہو- جلدی کیوں نہیں جاتے- تو وہ اپنے آپ کو نظام سے بالا نہیں سمجھتے تھے- جیسا کہ میں نے حضرت امام جماعت الاول (-) کی ایک مثال کا ذکر کے بارہا بتایا ہے کہ بعض لوگ اپنے آپ کو نمبردار سمجھ لیتے ہیں- میں نے ان میں ہمیشہ یہ خوبی دیکھی- کہ وہ اطاعت اور سلسلہ کے نظام کا احترام پوری طرح ملحوظ رکھتے- پٹھانوں کے لئے تو ان کا وجود ایک نعمت غیر مترقبہ تھا وہی انہیں پڑھایا کرتے اور وہی لڑائی جھگڑے کے موقع پر انہیں نصیحت کرتے- اور سمجھاتے- غرض بغیر اس کے کہ افغانستان سے آنے والے احمدیوں کی خبرگیری کے لئے ہمیں کچھ کرنا پڑتا- وہ خود ہی ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کر دیتے- پھر خدا نے ان کو توکل کا مقام عطا فرمایا تھا وہ نہایت ہی سیر چشم واقع ہوئے تھے- کبھی اتنے عرصے میں کہ وہ قادیان میں رہے مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے ایک دفعہ بھی اپنی ذاتی ضروریات کے لئے مجھے کسی قسم کی تحریک کی ہو- اور میں نے دیکھا- کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے ایسے سامان پیدا فرما دیا کرتا تھا- کہ خود بخود ان کی ضروریات پوری ہو جاتیں- کیونکہ وہ شخص جو خدا پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے لوگوں کے دلوں کو (متوجہ) کرتا ہے- کہ وہ اس کی مدد کریں غرض اللہ تعالیٰ (خدائی خبروں) کے ذریعہ ان کی امداد بھی کرا دیتا تھا- میں نے (خدائی خبر) کے بارے میں جس قدر اپنی جماعت کے اشخاص دیکھے ہیں ان میں سے میں نے انہیں زیادہ ثابت قدم غیر متزلزل اور مضبوط دیکھا- میں نہیں کہہ سکتا کہ اور بھی ایسے لوگ جماعت میں موجود ہوں مگر جتنوں کو میں نے دیکھا ہے ان میں سے سب سے زیادہ ثابت قدم میں نے انہیں کو دیکھا ہے (خدائی خبریں) ہماری جماعت میں سے اور بھی بہت سے لوگوں کو ہوتی ہیں- مگر بعض ان میں سے ایسے ہیں جو ایک وقت آکر ٹھوکر کھا جاتے ہیں اور پھر کئی تو ایسے بھی ملہم ہیں- جو مجھے بھی دھمکیاں دینے لگ جاتے ہیں- وہ خیال کرتے ہیں کہ چونکہ میں نے کبھی (اپنی خدائی خبریں) یا کشوف بیان نہیں کئے اس لئے مجھے (خدائی خبریں) ہوتی ہی نہیں اور اس طرح وہ اپنے کشوف اور (خدائی خبریں) سنا سنا کر مجھے ڈرانا چاہتے ہیں- حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے (کلام الٰہی) کا جو علم دیا ہے اس کے ماتحت انسانوں کی دھمکیاں مجھ پر اثر ہی نہیں کرتیں- چاہے دھمکی دینے والا (خدائی خبر پانے والے) کے لباس میں آئے چاہے مامور کے لباس میں- چاہے بادشاہ کے لباس میں اور چاہے فقیر کے لباس میں- میں جانتا ہوں کہ کلام اور کلام پانے والوں کے کیا درجے اور مراتب ہوتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان درجوں کو خوب سمجھتا ہوں- اس لئے مجھ پر ہمیشہ وہی چیز اثر کرتی اور اتنا ہی اثر کرتی ہے جو اثر والی ہو اور جتنی اس میں تاثیر پائی جاتی ہو- اس سے اوپر اور نیچے مجھ پر کوئی چیز اثر نہیں ڈال سکتی- مولوی عبدالستار صاحب افغان کو میں نے دیکھا کہ انہیں نہایت کثرت سے (خدائی خبریں) ہوتی تھیں- مگر باوجود اس کے وہ (امامت) کا انتہائی ادب کرتے اور سوائے ایک دفعہ کے میرے اور ان کے درمیان کبھی غلط فہمی پیدا ہونے کا موقع نہیں آیا- وہ بھی اس طرح کہ ایک شخص نے میرے پاس بیان کیا- کہ مولوی صاحب ایسی ایسی باتیں بیان کرتے ہیں- میں نے کہا کہ مولوی صاحب ایسا نہیں کہتے ہوں گے تمہیں غلطی لگی ہو گی- چنانچہ اس کے فوراً بعد جب مولوی صاحب کو پتہ لگا تو انہوں نے میرے پاس تردید کی اور کہا کہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی-

پس میں تاریخ میں جماعت کے ایک نیک اور اچھے شخص کے نمونہ کو قائم کرنے کے لئے یہ خطبہ کہہ رہا ہوں- حضرت امام جماعت الاول کو بھی آپ کا اتنا خیال تھا کہ جن چند لوگوں کو آپ نے امام (عبادت) کے طور پر مقرر کیا ہوا تھا- ان میں سے ایک آپ بھی تھے- غرض جہاں میں چاہتا ہوں کہ تاریخ میں ان مخلص اور خدا رسیدہ لوگوں کے نام رہ جائیں وہاں میں نوجوان احمدیوں اور نئے احمدی بننے والوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اسی قسم کا اخلاص اور ایمان پیدا کریں اور انہیں اللہ تعالیٰ پر ایسا یقین معرفت اور توکل حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ ان سے براہ راست ہمکلام ہو اور وہ اس مقام پر کھڑے ہوں کہ ان کی وفات آسمان اور زمین کو ہلا دینے کا موجب ہو جائے- وہ بھی کیا انسان ہے جو دنیا میں آیا اور چند سال رہ کر یوں مر گیا جیسے مکھی مرجاتی ہے ہمارے سامنے یہ مقصد ہونا چاہئے کہ جب ہماری موت کا وقت آئے تو اس وقت ہماری وفات پر خدا کو تردد ہو اور سکرات موت میں خدا کہے کہ اگرچہ یہ میرا فعل سنت اور حکمت کے ماتحت ہے لیکن میرے بندے کی یہ وقتی تکلیف میری تکلیف اور گھبراہٹ کا موجب ہے یہ مقام جو شخص حاصل کر لیتا ہے- وہ اپنی زندگی کے مقصد کو پا لیتا ہے اور یاد رکھو کہ یقین کے مقام پر

باقی صفحہ 7 پر

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

ترکی کے نئے وزیراعظم

ترکی کے صدر سلیمان ڈیمریل نے مدر لینڈ پارٹی کے سربراہ مسعود یلماز کو وزیراعظم نامزد کر دیا ہے۔ اور انہیں حکومت بنانے کی دعوت دی ہے انہیں یہ دعوت اس وقت دی گئی جب 24 گھنٹوں میں انہوں نے تیسری بار صدر سے ملاقات کی۔ اس سے پہلے فوج کے ساتھ کشیدگی کی وجہ سے اسلامی رفاہ پارٹی کے نجم الدین اربکان نے وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ اس کے بعد ٹروپاتھ پارٹی کی مسز تانسو چیلر وزارت عظمیٰ کی مضبوط ترین امیدوار تھیں۔ اس کی وجہ یہ تھی ماضی میں تانسو چیلر نے اربکارن کے ساتھ مل کر مخلوط حکومت میں شرکت کی تھی اور اب اربکان مخلوط حکومت قائم رکھتے ہوئے مسز تانسو چیلر کی حمایت کر رہے تھے۔ لیکن ترکی کا نظام حکومت پاکستان میں ماضی میں 58(2)بی سے ملتا جلتا ہے۔ یہاں وزیراعظم کی نامزدگی صدر کرتا ہے۔ اور پھر وزیراعظم کو یہ موقعہ دیا جاتا ہے کہ وہ پارلیمنٹ میں اپنی اکثریت ثابت کرے۔

چنانچہ اب سیاسی مبصرین کے تمام اندازے دھرے کے دھرے رہ گئے اور مسز تانسو چیلر کی بجائے مسعود یلماز کو موقعہ دیا گیا ہے کہ وہ حکومت بنائیں۔

ترکی میں پارٹی پوزیشن یہ ہے کہ تین بڑی پارٹیوں میں سے کوئی بھی ایک تنہا حکومت نہیں بنا سکتی۔ رفاہ پارٹی کو 158 اور تانسو چیلر کی ٹروپاتھ پارٹی اور مسعود یلماز کی مدر لینڈ پارٹی کے پاس برابر کی یعنی 129، 129 سیٹیں ہیں۔ یعنی تینوں میں سے کوئی بھی پارٹی تنہا حکومت نہیں بنا سکتی۔ اربکان نے تانسو چیلر کے ساتھ مل کر مخلوط حکومت بنائی تھی۔ اب مسعود کو بھی کسی کا ساتھ ڈھونڈنا پڑے گا، جو کہ بظاہر ممکن نظر نہیں آتا کیونکہ سابق وزیراعظم نجم الدین اربکان اور تانسو چیلر باہم متحد ہیں۔ اس صورت میں مسعود یلماز کو وزارت عظمیٰ کی دعوت اور حکومت سازی کی دعوت ایک ایسا اقدام ہے جو پائیدار دکھائی نہیں دیتا۔ بظاہر یہ نظر آرہا ہے کہ مسعود یلماز کو وزارت عظمیٰ دینے کا مقصد وقت گزارنا ہے۔ جس کے بعد نئے انتخابات کرا لئے جائیں گے اور اس عرصے تک یلماز عبوری وزیراعظم رہیں گے۔ اور اس عبوری دور میں وہ اربکان حکومت کے اقدامات کا توڑ کر سکیں گے۔

مسٹر اربکان نے یلماز کو حکومت سازی کی دعوت دینے پر سخت احتجاج کیا ہے اور اسے جمہوری اصولوں کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ سب کو معلوم ہے کہ مسعود یلماز حکومت بنانے کی اکثریت نہیں رکھتے۔ تاہم یہ معلوم ہو رہا ہے کہ تانسو چیلر کو وزارت سے محرومی دراصل ان کو سزا ہے کہ انہوں نے اربکان حکومت کی پالیسیوں کی تائید کی تھی۔ بہرحال ترکی کا سیاسی بحران ایک دوسرا رخ اختیار کر گیا ہے۔ لیکن یہ بحرانی کیفیت بہرحال فوج کے مفاد میں اور صدر کی مرضی کے مطابق ہے۔

ooo

عراقی حکام کا فیصلہ

جب سے عراق نے خلیج کی جنگ میں شکست کھائی ہے اور اس پر اقوام متحدہ کی طرف سے اقتصادی پابندیاں عائد کی گئی ہیں، اس وقت سے عراق کو اپنا قومی تشخص برقرار رکھنے کے لئے سخت جدوجہد کرنا پڑ رہی ہے۔ خلیج کی جنگ 1991ء میں ہوئی اور اس وقت سے اب تک اگرچہ عراق نے اقوام متحدہ سے تعاون کرتے ہوئے اپنی تمام اسلحہ سازی کی فیکٹریاں وغیرہ تباہ کروادی ہیں یا بند کروادی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ اقوام متحدہ کی طرف سے امریکہ اور برطانیہ کے اشاروں پر جو انتہائی اقدامات کئے جا رہے ہیں عراق اپنی پوری کوشش سے ان کا دفاع کر رہا ہے۔

تازہ اطلاعات کے مطابق امریکہ اور برطانیہ سلامتی کونسل سے اس بات کی منظوری لینے میں ناکام ہو گئے ہیں کہ عراق کے حکام پر اقوام متحدہ کی اجازت کے بغیر بیرون ملک سفر کی پابندی عائد کر دی جائے۔ فرانس چین روس اور مصر نے امریکہ اور برطانیہ کی اس تجویز پر اعتراض کیا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کی تحقیقات کے لئے اقوام متحدہ کے مشن کی راہ میں مبینہ طور پر رکاوٹیں ڈالنے کی بنیاد پر عراق کو سزا دی جائے روس نے متبادل تجویز پیش کی۔ جس میں اقوام متحدہ کے معائنہ کاروں کی تحقیقات میں رکاوٹ ڈالنے پر عراق کی مذمت کی گئی تھی۔ تاہم اس میں عراق کے خلاف پابندیاں سخت کرنے کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔

ooo

امریکہ: غیر قانونی تارکین وطن

امریکی محکمہ امیگریشن نے بیرون ممالک سے غیر قانونی طور پر امریکہ نقل مکانی کرنے والے افراد کو روکنے کے لئے لاطینی امریکہ، ایشیا، افریقہ اور یورپ میں مزید 13۔ دفاتر کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ امریکی محکمہ امیگریشن کے اعداد و شمار کے مطابق ہر سال دو لاکھ 75 ہزار افراد امریکہ میں غیر قانونی طور پر داخل ہوتے ہیں۔ امریکہ میں آج کل 5 ملین ایسے غیر ملکی افراد موجود ہیں جن کے پاس امریکہ میں قیام کرنے کے ضروری کاغذات نہیں ہیں۔ ان افراد کی اکثریت میکسیکو سے تعلق رکھتی ہے۔

ooo

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ نمبر ضرور لکھا کریں

o

تمہارے بعد نہ جانے کوئی کدھر آیا؟
وہیں پہ بیٹھ گیا کوئی جب جدھر آیا!
یہ ضبط گریہ یہ جذب و جنوں یہ بیتابی!
تمام خون مری آنکھ میں بکھر- آیا!
کچھ ایسی بات نہیں تھی تمہیں بتاتی کیا؟
کہ دل تو دل تھا کسی بات پہ بھی بھر آیا
تصوّرات پہ پہرے نہیں ہیں یوں میں بھی!
تمہارے شہر کی گلیوں میں پاؤں دھر آیا
میں دیکھتی تھی کہ کرب و بلا کا منظر تھا
شہید ہونے کو میداں میں میرا سر آیا!
وہ چاندنی کا حسیں عکس ایک پیکر نور!
تمام جلوے لئے میرے گھر اتر آیا
افق پہ ڈوبتا اک شام کا حسیں منظر
فلک پہ کتنے پرندوں کے پر کتر آیا!
نظر میں کھلتے عقیدت کے پھول لے کر میں
گیا تھا۔ ان کی نذر سارے پھول کر آیا
جو تم نہیں تھے تو مطلب نہیں تھا عظمت کچھ!
تمہارے گھر کو بھی دیکھا مگر گذر- آیا!

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

ایک گذارش

الفضل احمدیہ جماعت کا واحد روزنامہ ہے۔ اور جیسا کہ حضرت امام الثانی نے فرمایا تھا کہ اس کی اہمیت روز بروز بڑھتی جائے گی حتیٰ کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ اس کا ایک ایک پرچہ ایک ایک ہزار روپے میں خریدنے کے لئے تیار ہوں گے۔ یہ اخبار ہماری تاریخ کے انضباط کے لئے متعدد ذرائع میں سے ایک اہم ذریعہ ہے۔ اگر آپ کے پاس آپ کا کوئی خط یا آپ کو کسی کا لکھا گیا کوئی خط یا مسودہ یا کوئی آپ کی تصنیف کردہ کتاب موجود ہے اور اسے آپ آئندہ کے احمدی مورخ کے لئے محفوظ کرنا چاہتے ہیں تو الفضل میں اس کا ذکر کیجئے۔ ہم اسے اپنی سعادت سمجھیں گے کہ آئندہ کے مورخ کے لئے ضروری مواد فراہم کرنے کا باعث بنیں۔

(ادارہ)

سادہ زندگی پر خاص زور دیا جائے

o حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی فرماتے ہیں۔

"سادہ زندگی پر خاص زور دیا جائے...... ہمارے ایمان کی اس میں آزمائش ہے۔ عورتوں اور بچوں کو خصوصاً اس طرف توجہ دلائی جائے" (کتاب مطالبات ص 28)

اکثر اوقات تحریک جدید کے مالی میدان میں قربانی پیش کرنے کی راہ میں عورتوں اور بچوں کی بعض بے جا ضروریات حائل ہو جاتی ہیں حضرت صاحب کے مذکورہ بالا ارشاد کی روشنی میں ان کو سمجھا کر قربانی معیاری پیش کی جائے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

بقیہ صفحہ 3

ناظر اعلیٰ تھے اس لئے دو دن ٹھہر کر واپس چلے گئے ان کا دل جانے کو نہ چاہتا تھا۔ مگر کام کا بہت خیال تھا۔ چھٹی نہ لی تھی۔ تیسرا دن ہوا تو سید سید احمد ناصر ابن حضرت میر محمد اسماعیل صاحب) گھبرائے ہوئے آئے اور بتایا کہ چھوٹے پھوپھا جان (یعنی ابا جان) کو سخت ہارٹ اٹیک ہوا ہے آپا صاحبہ کو فوراً لاہور بلوایا ہے۔ ابا جان کی شدید بیماری کا سن کر امی جان اور ہم سب سخت گھبرا گئے اور اسی وقت ہم میاں بیوی امی جان اور بچوں کو لے کر لاہور روانہ ہو گئے تمام راستہ دعائیں کرتے ہوئے خاموش گزرا۔ جب رتن باغ کے گیٹ سے لائٹیں نظر آئیں تو ہمارے منہ سے بے اختیار نکلا۔ کہ خدا خیر کرے۔ ڈرتے ڈرتے اندر داخل ہوئے میں نے اپنے باپ کو نیم بے ہوش زندگی اور موت کے درمیان پایا۔ میری امی آنسو بھری آنکھوں کے ساتھ آپ کے پاس بیٹھ گئیں آہستہ سے ابا جان نے امی کا ہاتھ تھاما۔ دعا مجھے سنائی نہیں دی۔ امی نے تمام راستہ بہت ضبط کیا تھا مگر منزل پر پہنچ کر ایسا دل کو دھچکا لگا یاد نہیں کس ن۔سہارا دے کر کار سے اتارا تھا میں خود بھی اپنے باپ کی اچانک اور شدید بیماری سے نڈھال تھی۔ مجھے میری پیاری خالہ جان (حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ) نے تسلی دی۔ لٹا دیا۔ فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ نے بہت فضل کر دیا ہے اب طبیعت بہتر ہے۔ ابا جان کی طبیعت کبھی گرتی اور کبھی کچھ سنبھل جاتی۔ کبھی سب دورے کہ سانس خراب ہے کبھی نبض کمزور۔ مگر میری ماں نے ابا جان کے بستر کی پٹی سنبھالی اور وہاں سے نہیں ہلیں۔ ان دنوں سر درد کے دوروں کی بھی پروا نہ کی۔ ہمہ وقت ابا جان کی تیمارداری میں مصروف رہیں۔ دس روز کے بعد جب طبیعت قدر بہتر ہوئے اور میرے میاں کی چھٹی بھی ختم ہو گئی تھی تو میں واپس جانے کی تیاری کرنے لگی۔ ادھر امتہ المصور کی ولادت متوقع تھی۔ سب افراد خاندان مصروف تھے لیکن میری پیاری خالہ جان کی دوررس نگاہ نے میرے دل کے دکھ اور خیالات کو بھانپ لیا۔ بڑی پر عزم اور بلند آواز سے فرمایا۔ ذکیہ تم نہیں جاؤ گی۔ میں تمہارا چِلّہ کرواؤں گی سب کچھ مجھ پر چھوڑ دو۔ کس دل سے بچی سفر کرے گی۔ ہر وقت باپ کا فکر دامنگیر رہے گا۔ غرضیکہ خالہ جان نے مجھے روک لیا۔ اور پھر ایسا وعدہ نبھایا کہ چالیس دن تک میرے کمرہ میں سوئیں۔ نومولودہ پر میری پریشانی کا اثر تھا۔ اس کا نظام ہضم ٹھیک نہ تھا بعض اوقات تمام رات روتی رہتی مگر حضرت بانی سلسلہ کی اس لخت جگر میری پیاری خالہ جان نے اپنا وعدہ کمال عمدگی سے پورا کیا۔ ایک دن بھی اف نہ کی۔ بلکہ ہمیشہ میری فکر رہتی۔ بچی کے لئے طرح طرح کے ٹوٹکے اور نسخے استعمال کرواتی رہیں جس سے اس کو اللہ کے فضل سے صحت ہوئی۔ خالہ جان کا یہ اتنا بڑا احسان ہے کہ میرے بچوں تک کو اسے یاد رکھنا چاہئے۔ ہر دم ان کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ اے خدا اس پاک وجود پر اپنی ان گنت رحمتیں فرما۔ انہوں نے میرے دلی جذبات کو اپنی فراست سے پڑھ کر مجھے روک لیا تھا۔ اگر خدانخواستہ میں چلی جاتی تو پتہ نہیں دل پر کیا گزرتی اور میں کیسے برداشت کرتی۔ مصور کی پیدائش کے بعد میں تین ماہ لاہور ہی میرا جانے کا پروگرام بنتا ابا جان ایک ہفتہ اور کہہ کر روک لیتے جون کے آخر میں راولپنڈی چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ میرے میاں کو جزائے خیر دے کہ انہوں اس معاملہ میں ہر طرح کا تعاون کیا۔ اور ہمیشہ مجھے تسلی تشفی دیتے رہے۔

جب امی جان اپنی کوٹھی بیت الکرام میں آ گئیں جو میرے گھر کے نزدیک ہی ہے اور عزیزم مصطفیٰ احمد خان نے بڑی محنت اور کوشش سے اپنی زیر نگرانی تعمیر کروائی اور بڑے اخلاص اور جانفسانی سے اس کوٹھی کو آراستہ و پیراستہ کیا۔ حالانکہ وہ خود لاہور ہوتے لیکن تیسرے چوتھے روز کوٹھی کے سلسلہ میں ربوہ ضرور آتے اور امی کی ہر چھوٹی سے چھوٹی ضرورت کا ہر طرح خیال رکھتے۔ اللہ تعالیٰ میرے اس بھائی کو احسن جزاء عطا فرمائے کہ انہوں نے امی کا بے حد خیال رکھا اور ان کے آرام و آسائش کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے۔ میں ذکر کر رہی تھی کہ جب امی اپنی نئی کوٹھی بیت الکرام میں آ گئیں تو امی جان حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے سوال و جواب والی کوئی کیسٹ سن رہی تھیں۔ اس دوران مجھے فرمایا کہ کتنی خوش نصیب تھی وہ ماں جس نے یہ بیٹا پیدا کیا۔ پھر بڑی حسرت سے بولیں لیکن اس عظیم بیٹے کا عروج دیکھنا ماں کے نصیب میں نہ تھا۔ پھر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے بارہ میں بڑی عقیدت و احترام سے گفتگو کرتی رہیں۔ اسی دن یا چند روز بعد میں حضرت صاحب سے ملنے گئی اور میں نے امی کی اس بات کا تذکرہ کیا تو حضرت صاحب نے یہ سن کر فرمایا کہ واقعی چھوٹی پھوپی جان نے اسی طرح کہا ہے۔ میرے اثبات میں جواب دینے پر بہت خوش ہوئے۔

حقیقت یہ ہے کہ امی جان نے باوجود عمر اور رشتے میں بڑی ہونے کے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کا قرار واقعی ادب و احترام ملحوظ رکھا اور نہ صرف خود امامت کی والہ و شیدا رہیں بلکہ اپنے بچوں کو اور سارے عزیزوں کو امامت سے عقیدت و احترام اور مکمل اطاعت کی ہمیشہ تلقین فرماتی رہیں۔

آج وہ ہم میں نہیں دس سال ہونے کو آئے۔ لیکن ان کی یادیں اب بھی ہر طرف بکھری پڑی ہیں۔ ان کا نورانی چہرہ بھلائے نہیں بھولتا اور ان کی دل موہ لینے والی باتیں اور زریں نصائح اب بھی ہم سب کے لئے منارہ نور اور مشعل راہ ہیں۔ اور ان کی برکتیں آج بھی ہمارے شامل حال ہیں۔ اے اللہ اس پاک وجود پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل ہوں۔ اور ان کی برکتیں قائم دائم رہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ نمبر ضرور لکھا کریں

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

جمعرات 26-جون 1997ء

12-00 رات-اردو کلاس۔
1-00 المائدہ-قیمہ کھچڑی۔
1-45 محفل سوال و جواب- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع- جرمن احباب کے ساتھ ہنوور-97-5-18 (حصہ اول)۔
3-00 عربی زبان سیکھئے۔
3-30 عربی پروگرام-قصیدہ نظم۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر-ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
5-00 لقاء مع العرب۔
6-00 کینیڈین ہورائزن- سسٹر سائرہ افسر کا انٹرویو۔
7-00 اردو کلاس۔
8-00 عربی زبان سیکھئے۔
8-30 عربی پروگرام-قصیدہ نظم۔
8-45 محفل سوال و جواب- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع- جرمن احباب کے ساتھ ہنوور (97-5-18) حصہ اول۔
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر-ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
11-00 سندھی پروگرام- ترجمہ خطبہ 95-9-22- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
12-00 کوئز پروگرام- تاریخ احمدیت (حصہ اول)۔
1-00 لقاء مع العرب۔
2-00 اردو کلاس۔
3-00 المائدہ قیمہ کھچڑی۔
3-30 الزامات کے جوابات حضرت صاحب کی طرف سے- سیشن 30 (94-6-8) حصہ اول۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
4-30 ڈچ زبان سیکھئے۔
5-00 چینی پروگرام-(-) اصول کی فلاسفی۔
6-00 بنگالی پروگرام۔
7-00 ہومیو پیتھی کلاس-از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔

بقیہ صفحہ 1

روکیں اس کے راستہ میں آئیں۔ ان سے نکل جائے گا۔ اور اسے کوئی نقصان نہ ہو گا۔

پس یہ خواہش اپنے اندر پیدا کرو۔ کہ خدا تعالیٰ کو پانا ہے اور اس کا قرب حاصل کرنا ہے۔ دنیا کے مال' دنیا کے فوائد' دنیا کے منافع تمہاری نظر میں کچھ حقیقت نہ رکھتے ہوں۔ اگر یہ صورت ہو۔ تو خواہ تم میں لاکھ کمزوری ہو کوئی خطرہ نہیں رہتا۔ اگر سارے نہیں تو تم میں سے ایک جماعت ضرور منزل مقصود پر پہنچ جائے گی۔ لیکن اگر یہ نہیں تو پھر کچھ نہیں۔ خواہ تم کیسے دعوے کرنے والے اور کیسی باتیں بنانے والے ہو۔

(2- دسمبر 1921ء)

ooo

بقیہ صفحہ 5

وہی شخص ہوتا ہے۔ جو کامل تعشق کامل عبودیت اور کامل توکل پیدا کرتا اور یہاں تک اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق میں گداز ہو جاتا ہے کہ خدا کہتا ہے اگر میں نے اپنے اس بندے سے کلام نہ کیا تو یہ اسی غم اور رنج و فکر میں ہلاک ہو جائے گا۔

خدا کرے کہ ہم ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلیں اور خدا تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سید عبد الستار صاحب جیسے خدا رسیدہ بزرگ جو لقاء الٰہی کی دولت لازوال سے مالا مال ہوں جماعت میں بکثرت پیدا فرمائے۔ آمین۔

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز۔
الکریم جیولرز
بازار فیصل کریم آباد (چورنگی)
کراچی
پروپرائیٹرز: میاں عبد اللطیف شاہکوٹی اینڈ سنز
فون: 6325511
6330334

خبریں

ربوہ : 25- جون- 1997ء
درجہ حرارت کم از کم 29 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 43 درجے سنٹی گریڈ

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری سے وزیر اعظم محمد نواز شریف اور بری فوج کے سربراہ جنرل جہانگیر کرامت نے ایوان صدر میں ملاقات کی۔ دو گھنٹے جاری رہنے والی ملاقات میں قومی سلامتی۔ اندرونی و بیرونی صورت حال' افغانستان' پاک بھارت مذاکرات اور دیگر اہم قومی امور پر تبادلہ خیال ہوا۔ کراچی میں دہشت گردی کے واقعات اور کراچی میں امن و امان کی صورت حال بہتر بنانے کے بعض اقدامات پر غور کیا گیا۔ اس سلسلہ میں وزیر داخلہ کی سربراہی میں کمیٹی بنادی گئی ہے۔

○ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ کسی کو سیاسی عدم استحکام پیدا کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ وعدے پورے کریں گے اے این پی سمیت تمام اتحادی جماعتوں کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ معاشی استحکام کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔

○ پانی و بجلی کے وفاقی وزیر چوہدری نثار نے قومی اسمبلی میں بتایا ہے کہ بے نظیر معاہدوں کے نتیجہ میں آئندہ بجلی 8 روپے یونٹ ملے گی جبکہ آج کل عوام 4 روپے یونٹ بجلی خرید رہے ہیں۔ حکومت کے لئے قانونی مجبوریوں کی وجہ سے ان معاہدوں کی پاسداری کرنا ضروری ہے منگلا ڈیم سے پانی کی فراہمی بند ہو گئی ہے۔ جس سے بجلی کی مجموعی پیداوار میں 650 میگاواٹ کی کمی ہو گئی ہے۔ کراچی کے علاوہ ملک بھر میں فراہم کی جانے والی بجلی میں ایک ہزار میگاواٹ کی کمی ہو گئی ہے۔ غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کی جا رہی ہے۔ مسلم لیگ کے چوہدری عبد الغفور نے مہنگی بجلی کے معاہدوں کو قومی مفاد کے خلاف قرار دیتے ہوئے انہیں مسترد کرنے کا مطالبہ کیا تو حکومتی ارکان نے ڈیسک بجا کر ان کی تائید کی۔

○ تربیلا اور منگلا میں بجلی کی پیداوار میں 2 تہائی کمی ہو گئی ہے۔ چھوٹے شہروں اور دیہات میں روزانہ 5 سے آٹھ آٹھ گھنٹے تک لوڈ شیڈنگ کی جا رہی ہے۔ صوبائی دارالحکومت میں روزانہ بجلی کے تعطل کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی طرح مختلف شہروں میں غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کی اذیت بھی عوام برداشت کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ بجلی کی بندش سے پانی بھی میسر نہیں ہوتا۔ ہسپتالوں میں مریضوں کی حالت غیر ہو جاتی ہے۔ آبپاشی کے ٹیوب ویل۔ شہری اور دیہاتی زندگی کی سرگرمیاں بری طرح متاثر ہو رہی ہیں۔ شہروں قصبوں اور دیہات میں غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ سے قیامت صغریٰ برپا ہے۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر شیخ ریاض احمد نے احتساب سیل کی قانونی حیثیت کو چیلنج کرنے کے متعلق ایک رٹ کی سماعت کے لئے پانچ رکنی فل بنچ تشکیل دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ حکومت نے کیٹی بندر تھرمل بجلی کا منصوبہ ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وفاقی وزیر بجلی چوہدری نثار علی نے قومی اسمبلی میں بتایا کہ پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں بجلی کی پیداوار کے لئے 20 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کا دعویٰ کیا گیا تھا لیکن سرمایہ کاری صرف 2 ارب ڈالر کی ہوئی۔

○ بھارتی خارجہ سیکرٹری سلمان حیدر نے اسلام آباد میں بھارتی نامہ نگاروں کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ بھارت نے مقبوضہ کشمیر کے سوال پر پاکستان کو کوئی رعایت نہیں دی ہے آل انڈیا ریڈیو کے مطابق بھارتی افسروں کا کہنا ہے کہ جب مشترکہ ورکنگ گروپ کے سوال پر تبادلہ خیال شروع ہو گا تو بھارت پاکستان سے مطالبہ کرے گا کہ وہ آزاد کشمیر خالی کر دے۔

○ لاہور جھنگ اور ٹامیوال میں دہشت گردی سے 4 افراد ہلاک کر دیئے گئے ہیں' لاہور میں مولانا اعظم طارق کا وکیل خیر پور ٹامیوالی میں تحریک جعفریہ کا لیڈر اور جھنگ میں 2 دوکاندار قتل کر دیئے گئے ہیں۔

○ وفاقی حکومت نے گیس پائپ لائن کی حفاظت کے انتظامات سخت کر دیئے ہیں۔ سپلائی بند ہونے سے پائپ لائنوں میں بڑا دھماکہ ہو سکتا ہے۔ وفاقی حکومت بلوچستان کو کئی ارب روپے رائلٹی دیتی ہے۔

○ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ احتساب کی آڑ میں انتقام جمہوری نظام کی تباہی ہے۔ کارکن اتحاد پیدا کریں۔ بے بنیاد مقدمات حکومتی بزدلی کا ثبوت ہیں۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس شیخ ریاض احمد نے کہا ہے کہ خون بہا اور کرنے کے باوجود قاتل کو سزا دی جا سکتی ہے انہوں نے کہا کہ ججوں کا احتساب یہاں نہیں تو آخرت میں ضرور ہو گا۔ ہمارے ملک کی طرح تاریخ کا پہیہ کسی اور ملک میں تیزی سے نہیں گھوما۔ ہم نے انسانی جان کی قیمت ایک لاکھ ستر ہزار روپے مقرر کر رکھی ہے۔ جبکہ کرائے کا قاتل پانچ ہزار روپے میں مل جاتا ہے۔ نظام عدل میں کئی خامیاں ہیں۔ عدلیہ پر تنقید کا رجحان خطرناک ہے۔ جج بڑی محنت سے کام کرتے ہیں۔ جرائم کی بیخ کنی ہونی چاہئے۔ تفتیش کا نظام بھی درست ہونا چاہئے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے کہا ہے کہ زراعت کی ترقی کے بغیر ملک خوشحال نہیں ہو گا۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے حضرت داتا گنج بخش کے 953 ویں سہ روزہ عرس کی تقریبات کا افتتاح کر دیا ہے۔ دور دور سے ہزاروں زائرین لاہور پہنچ گئے ہیں۔

○ وکلاء تنظیموں نے کانسی کے اغواء کی سپریم کورٹ کے ججوں سے تحقیقات کرانے کا مطالبہ کیا ہے۔ وکلاء کی تنظیموں نے کہا ہے کہ اگر حکومت دہشت گردی روکنے میں بے بس ہے تو اسے اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔

○ امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے نے دعویٰ کیا ہے کہ نہ صرف چین نے پاکستان کو پوری طرح مکمل ایم 11 بلاسٹک میزائیل فراہم کر دیتے ہیں بلکہ ایم 11 میزائیل تیار کرنے کے لئے ایک نئی فیکٹری قائم کرنے میں بھی پاکستان کی بھر پور مدد کی ہے۔

○ اٹارنی جنرل چوہدری محمد فاروق نے کہا ہے کہ تمام ادارے تباہ ہو چکے ہیں جس سے ملک میں عدلیہ پر سے عوام کا اعتماد اٹھ گیا ہے۔ اس ملک کا اس سے بڑا المیہ کیا ہو گا۔

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات کا مرکز
بہتر تشخیص ٭ مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار فیصل آباد
فون : 647434

• ہر قسم کے لیڈیز اور جنٹس کپڑے کیلئے
• نیز اعلیٰ معیار کے جاپانی سوٹ ہر کلر میں اور • ٹرپل جارجٹ کے بے شمار ورائٹی ہر کلر میں خریدنے کیلئے تشریف لائیں۔
ستارہ کلاتھ ہاؤس
عقب بانو بازار (دارالبرکات) ربوہ

8 فٹ سپیشل ڈش پر احمدیہ ٹیلی ویژن کی کرسٹل کلیئر نشریات کیلئے رابطہ : انعام اللہ
عثمان الیکٹرونکس
1۔ لنک میکلوڈ روڈ۔ بالمقابل جودھامل بلڈنگ
پٹیالہ گراؤنڈ لاہور فون : 7231680-81
7223264 7353105

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی سوانح حیات
تحدیث نعمت
ملنے کا پتہ
طاہر کمپوزنگ سنٹر' گابا بلڈنگ' رائل پارک' لاہور
فون : 636 6931-631 1931

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کیساتھ
ہمارا شعار • خدمت • دیانت
مرکز احمدیت ربوہ بابرکت شہر اور ماحول ربوہ میں
• مکانات • پلاٹ • دوکانیں و دیگر سکنی و زرعی اراضی کی خرید و فروخت کیلئے آپ کا بہترین انتخاب
چوہدری اسٹیٹ ایجنسی
اسٹیٹ کمیشن ایجنٹ اقصیٰ روڈ
ربوہ
فون : 212508

اکسیر موٹاپا 40/-	ہمدرد نسواں (حب اطراء) 25/-	دوائی فضل الٰہی (ابرائے اولاد نرینہ) 200/-	زوجام عشق 900/-	اکسیر لیکوریا کیپسول 40/-	کلین اپ چہرے کے غیر ضروری بالوں کیلئے 25/-	سفوف اکسیر شوگر 35/-	جدید دواخانہ خدمت خلق گولبازار ربوہ فون : 659